

امام حسین علیہ السلام پر گریہ و زاری

<?xml encoding="UTF-8">

[1] رونے کی حقیقت

رونا ، اس حالت کو کہا جاتا ہے کہ جب انسان پر غم یا پریشانیاں آئیں اور اس کا دل ٹوٹا ہوا ہو یا بہت زیادہ خوشی کا موقع ہو۔

رونا ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انبیائے الہی، ائمہ معصومین علیہم السلام اور اولیائے الہی مختلف حالات میں سرو کار رکھتے تھے مخصوصاً سحر کے وقت، مناجات اور راز و نیاز کے وقت۔

رونا، خدا کے خاص عابدوں کے مکتب میں بہت سی باطنی دردوں کی دوا ہے جیسے محبوب کا فراق اور اس کی دوری، اور اپنے غمزدہ دل کو آرام و سکون دیتا ہے۔

آج ”علاجی رونا“ مغربی ممالک میں ڈاکٹری کے ایک شعبہ کے عنوان سے جانا جاتا ہے اور بعض ڈاکٹر اپنے بیماروں کو تاکید کرتے ہیں اپنے علاج کے لئے جتنا ممکن ہوسکے روئیں اور آنسو بھائیں۔

جلال الدین محمد بلخی، ایک بے نظیر ایرانی عارف تھے جو حقیقی معارف کو اپنے دل سے قبول رکھتے تھے، رونے کے سلسلہ میں کہتے ہیں:

تا نگرید ابر کی روید چمن
تا نگرید طفل کی جوشد لب[2]
”جب بادل نہ روئے چمن سر سبز کیسے ہو، اور جب تک بچہ نہ روئے شیر مادر کیسے جوش میں آئے۔“

گر نگرید کودک حلوا فروش
بحر رحمت در نمی آید بہ جوش[3]

”جب تک حلوائی کا بچہ نہ روئے ، اس وقت تک بحر رحمت (مادر) کیسے جوش مارے۔“
ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

گریہ بر ہر درد بی درمان دواست
چشم گریان چشمہ فیض خداست

”رونا ہرلا علاج بیماری کی دوا ہے، روتی ہوئی آنکھ فیض الہی کا چشمہ ہے۔“

رونا، مومن کی علامت قرآن مجید، سورہ مائدہ میں رونے کو حقیقی مومن کی نشانی کے عنوان سے یاد کرتا ہے،
ارشاد ہوتا ہے:

[4]

”اور جب اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے بیساختہ آنسو جاری ہوجاتے ہیں کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔“

اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ میں نصف شب اور سحر کے وقت خوف خدا سے رونے کے سلسلہ میں بہت سی روایات بیان ہوئی ہیں کہ اگر ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور ان کی تفسیر و تشریح نہ (بھی) کی جائے تو بھی ایک مستقل اہم کتاب بن جائے گی۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام دعائے کمیل میں ارشاد فرماتے ہیں:

”خداوند! آئندہ آنے والے کن کن مصائب پر گریہ کروں؟“

نیز اسی دعا کا ایک دوسرے فقرے میں ارشاد فرماتے ہیں:

”لَا لِيَمِ الْعَذَابِ وَشِدَّتِهِ، اُمَّ لِيَطُولِ الْبَلَاءُ وَمُدَّتِهِ“۔

”دردناک عذاب اور اس کی سختی پر، یا بلاؤں کے طولانی ہونے اور اس کی مدت پر؟“

حضرت امام سجاد علیہ السلام دعائے ابو حمزہ ثمالی میں خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

”فَمَا لِي لَا أَبْكِي، أَبْكِي لِخُرُوجِ نَفْسِي، أَبْكِي لِظُلْمَةِ قَبْرِي، أَبْكِي لِضَيْقِ لَحْدِي، أَبْكِي لِسُوءِ الْمُنْكَرِ وَنَكِيرِ الْيَّائِي، أَبْكِي لِخُرُوجِي مِنْ قَبْرِي غُرْيَانًا ذَلِيلًا، حَامِلًا ثِقْلِي عَلَى ظَهْرِي“!!

”میں کیسے نہ روؤں؟ میں جاکنی کا تصور کر کے رو رہا ہوں۔ میں قبر کی تاریکی اور لحد کی تنگی کے لئے

رو رہا ہوں، میں منکر و نکیر کے سوال کے لئے رو رہا ہوں، میں اپنی قبر سے برہنہ، ذلیل اور گناہوں کا بوجھ لادھ کے نکلنے کے تصور سے رو رہا ہوں۔“

اس بنا پر رونا، خداوند عالم، انبیائے الہی اور ائمہ معصومین علیہم السلام کا مطلوب ہے، لیکن اس کو ایسی جگہ خرچ کرنا چاہئے کہ خداوند عالم، انبیائے الہی اور ائمہ معصومین علیہم السلام نے انسان سے چاہا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر گریہ

جن مقامات پر رونے پر تاکید کی گئی وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر رونا ہے، جو ایک عظیم عبادت ہے جس کا ثواب بھی عظیم اور روحانی دردوں کی دوا ہے اور انسان کو توبہ و مغفرت کے لئے تیار کرتا ہے نیز خداوند عالم کی رحمت واسعہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

اہل بیت علیہم السلام کے مصائب پر رونے کے سلسلہ میں اتنی زیادہ روایات ہیں کہ اب تک ”بکاء الحسین“ کے عنوان سے چند کتابیں چھپ چکی ہیں۔

اہل بیت علیہم السلام کے مصائب پر رونے کی مخالفت بعض جاہل و نادان گروہ اور بعض اوقات روشن فکر نما لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے جو حقیقت میں قرآن کریم، سنت پیامبر (ص) اور اولیائے الہی کی روش کے برخلاف ہے، لیکن شیعوں کو اس جاہلانہ مخالفت پر توجہ نہیں کرنی چاہئے اور اہل بیت علیہم السلام پر رونے کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے جو ایک طرح سے ظالموں اور ستمگروں کے خلاف مقابلہ ہے، بلکہ نسل در نسل اس الہی عمل اور عظیم ثواب والے کام کی طرف رغبت کرنی چاہئے اور اس کو گرانقدر میراث کے عنوان سے اپنے وارثوں کے لئے چھوڑیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام ایک اہم روایت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

”مَنْ تَذَكَّرَ مُصَابِنَا وَبَكَى لِمَا زُتِّبَ مِنَّا، كَانَ مَعَنَا فِي دَرَجَاتِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ ذُكِّرَ بِمُصَابِنَا فَبَكَى وَأَبْكَى لَمْ تَبْكِ عَيْنُهُ يَوْمَ تَبْكِي الْعُيُونُ“۔ [5]

”جو شخص ہم پر پڑے والے مصائب کو یاد کرے اور دشمنوں کی طرف سے ہم پر ہونے والے مظالم کو یاد کرے روئے تو روز قیامت وہ ہمارے درجہ میں ہمارے ساتھ ہے اور جو شخص ہمارے مصائب پر روئے اور دوسروں کو

رُلائے تو جس روز تمام آنکھیں روتی ہوئی نظر آئیں گی اس کی آنکھ نہیں روئے گی۔“

حضرت امام صادق علیہ السلام نے مسمع سے فرمایا: تم عراق کے رہنے والے ہو کیا زیارت کے لئے نہیں جاتے؟ مسمع نے کہا: بصرہ میں ناصبی اور دشمن زیادہ ہیں، میں ڈرتا ہوں کہ میری زیارت کی خبر حکومت تک نہ پہنچادیں اور مجھے آزار و تکلیف پہنچائیں، امام علیہ السلام نے فرمایا:

”إِنَّمَا تَذْكُرُ مَا صُنِعَ بِهِ؟“

”کیا حضرت امام حسین علیہ السلام پر پڑنے والے مصائب کو یاد کرتے ہو؟“

میں نے کہا: جی ہاں، امام علیہ السلام نے سوال کیا: کیا آہ و نالہ اور بے تاب اور غمگین ہوتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم اتنا روتا ہوں کہ روتے روتے ہچکیاں لگ جاتی ہیں یہاں تک کہ میرے اہل خانہ بھی اس کے آثار کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور اس موقع پر کوئی چیز کھا بھی نہیں سکتا ہوں اور غم و اندوہ کے آثار میرے چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں، امام علیہ السلام نے فرمایا:

”رَحِمَ اللَّهُ دَمَعَتَكَ“

”خداوند عالم تمہارے رونے پر رحمت نازل کرے۔“

واقعاً تمہارا شمار ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جو ہمارے مصائب پر آہ و نالہ کرتے ہیں اور ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں اور ہمارے غم میں غمگین ہوتے ہو، بے شک کہ تم مرتے وقت ہمارے آباء و اجداد (علیہم السلام) کو اپنے پاس حاضر دیکھو گے اور وہ تمہارے بارے میں ملک الموت سے سفارش کریں گے اور تمہیں ایسی بشارت دیں گے کہ مرنے سے پہلے تمہارے آنکھیں منور ہوجائیں گی اور ملک الموت تم پر بچہ کی نسبت ماں سے بھی زیادہ مہربان ہوجائے گا۔[6]

حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور فرمایا:

”يَا عِبْرَةَ كُلِّ مُؤْمِنٍ! فَقَالَ: اِنَّا يَا اِبْتَاهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ يَا بُنَيَّ“۔[7]

”اے مومنوں کے گریے! فرمایا: کیا میں ہوں اے پدر؟ فرمایا: ہاں میرے بیٹے۔“

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

”مَنْ ذَكَرَنَا اَوْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنِهِ دَمْعٌ مِثْلُ جُنَاحِ بَعُوضَةٍ، عَفَرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبَهُ، وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ“۔[8]

”جو شخص ہمیں یاد کرے، یا اس کے سامنے ہمیں یاد کیا جائے اور اس کی آنکھوں سے مکھی کے پر کی برابر اشک آجائے خداوند عالم اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے چاہے کف دریا کے برابر ہی کیوں نہ ہوں!“

نیز امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

نَفْسُ الْمَهْمُومِ لِظُلْمِنَا تَسْبِيحٌ، وَهَمُّهُ لَنَا عِبَادَةٌ، وَكَيْتَمَانُ سِرِّتَا جِهَادٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. ثُمَّ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللَّهِ: يَجِبُ اَنْ يَكْتُبَ هَذَا الْحَدِيثَ بِالذَّهَبِ“۔[9]

”ہمارے مصائب پر غمگین ہونے والے شخص کا سانس تسبیح ہے، اور ہمارے مصائب پر غم و غصہ عبادت ہے، اور ہمارے اسرار کو مخفی کرنا جہاد فی سبیل اللہ ہے، اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: اس حدیث کو سونے سے لکھنا چاہئے۔“

ابن خارجه کہتے ہیںکہ: ہم حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی یاد کی اور آپ کے قاتلوں پر لعنت بھیجی۔

”فَبَكَى اَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبَكَيَا قَالَا: ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّا قَتِيلُ الْعِبْرَةِ لَا يَذْكُرُنِي مُؤْمِنٌ اِلَّا بَكَى“۔[10]

”اس موقع پر حضرت امام صادق علیہ السلام نے رونا شروع کیا اور ہم بھی رونے لگے، اس کے بعد امام صادق علیہ السلام سے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: حسین بن علی (علیہم السلام) نے فرمایا: میں کشتہ اشک ہوں، کوئی بھی مومن مجھے یاد نہیں کرے گا مگر یہ کہ آنسو بھائے۔“

حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

”مَامِنْ عِنْدِ قَطْرَتِ عَيْنَاهُ فَيُنَا قَطْرَةً، اَوْ دَمَعَتِ عَيْنَاهُ فَيُنَا دَمْعَةً، اِلَّا بَوَّاهُ اللَّهُ بِهَا فِي الْجَنَّةِ حَقْبًا“۔ [11]

”جو شخص ہمارے مصائب پر اپنی آنکھوں سے ایک قطرہ آنسو بھائے یا اپنی آنکھوں سے اشک جاری کرے تو خداوند عالم اس کے سبب ان کو بہشت جاویدانی میں جگہ عنایت فرمائے گا۔“

معاویہ بن وہب نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

”كُلُّ الْجَزَعِ وَالْبُكَاءِ مَكْرُوهُ سِوَى الْجَزَعِ وَالْبُكَاءِ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ“۔ [12]

”ہر طرح کی آہ و نالہ ناپسند ہے مگر امام حسین علیہ السلام کے اوپر گریہ و زاری۔“

محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

بے شک حضرت امام حسین بن علی (علیہما السلام) اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اپنے مقتل اور آپ کے ساتھ آنے والے اصحاب کی طرف نظر فرماتے ہیں اور اپنے زائر پر توجہ کرتے ہیں اور اپنے زائروں کے نام، ان کے والدین کے نام اور خدا کے نزدیک ان کے مرتبوں کو انسان کے اپنی اولاد کو جاننے سے زیادہ جانتے ہیں اور یقیناً جب آپ ان پر گریہ کرنے والے کو دیکھتے ہیں تو اس کی بخشش کے لئے دعا کرتے ہیں اور اپنے آباء و اجداد سے بھی خواہش کرتے ہیں کہ اس کی مغفرت کے لئے دعا کریں۔ [13]

سید ابن طاووس، اہل بیت علیہم السلام پر گریہ کے سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام سے ایک عجیب روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا:

جو شخص ہمارے مصائب پر گریہ کرے اور سو لوگوں کو رُلائے اس پر جنت واجب ہے، اور جو شخص خود روئے اور پچاس لوگوں کو رُلائے اس پر جنت واجب ہے، اور جو شخص خود روئے اور بیس لوگوں کو رُلائے اس پر جنت واجب ہے، اور جو شخص خود روئے اور دس لوگوں کو رُلائے، اس پر جنت واجب ہے، اور جو شخص خود روئے اور ایک شخص کو رُلائے اس پر جنت واجب ہے، اور جو شخص رونے والے کی صورت بنائے تو اس پر جنت واجب ہے۔ [14]

ہارون مکفوف، حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ایک طولانی حدیث کے ضمن میں فرمایا:

جس کے سامنے امام حسین علیہ السلام کی یاد کی جائے اور اس کی آنکھوں سے مکھی کے پر کے برابر اشک آجائے اس کا ثواب صرف خدا کے پاس ہے اور خداوند عالم اس کے لئے جنت سے کم پر راضی نہیں ہوگا۔ [15]

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

”فَعَلَى مِثْلِ الْحُسَيْنِ فَلْيَبْكِي الْبَاكُونَ، فَإِنَّ الْبُكَاءَ عَلَيْهِ يَحْطُ الذُّنُوبَ الْعِظَامَ...“۔ [16]

”(امام) حسین کے مثل پر رونے والوں کو رونا چاہئے کیونکہ ان پر رونے سے بڑے بڑے گناہ دھل جاتے ہیں...“

نیز امام (رضا) علیہ السلام نے ابن شیبہ سے فرمایا:

”يَا بْنَ شَيْبَةَ! إِنْ كُنْتَ بَاكِياً لِشَيْءٍ، فَأَبْكِي لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ...“۔

”اے ابن شیبہ! اگر تمہیں کسی چیز پر گریہ آئے تو حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السلام) پر گریہ کرو...“

نیز اسی روایت کے ایک حصہ میں فرمایا:

”بَكَتِ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَنَ لِقَتْلِهِ إِلَى أَنْ قَالَ: يَا بَنَى شَيْبٍ! إِنَّ بَكَتِ عَلَى الْحُسَيْنِ حَتَّى تُصِيرَ دُمُوعُكَ عَلَى خَدَيْكَ، غَفَرَ اللَّهُ لَكَ كُلَّ ذَنْبٍ...“ [17]

”زمین و آسمان نے امام حسین علیہ السلام کے قتل پر گریہ کیا، یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن شیبہ! اگر امام حسین علیہ السلام پر اتنا روئے کہ تمہارے آنسو تمہارے رخسار تک آجائیں تو خداوند عالم تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔“

یہ تھے چند روایات کے نمونے جو اہل بیت علیہم السلام مخصوصاً امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر رونے کے سلسلہ میں بیان ہوئی ہیں، تفصیل گرانقدر اسلامی کتب میں وارد ہونے والی روایتوں کے پیش نظر درج ذیل نکات معلوم ہوتے ہیں:

- ۱۔ گریہ صرف اسی کا قبول ہے اور خدا کے نزدیک اجر عظیم رکھتا ہے جو مومن ہوگا۔
- ۲۔ اس مومن کا گریہ اہمیت رکھتا ہے جو اپنی وجودی وسعت کے ساتھ اہل بیت علیہم السلام کا پیرو ہو۔
- ۳۔ اس انسان کے گریہ کی بہت قدر و قیمت ہے جو خلوص کے ساتھ گریہ کرے اور اپنے گریہ میں خدا و رسول اور اہل بیت علیہم السلام کی خوشنودی پیش رکھے۔
- ۴۔ اس انسان کا گریہ باقی رہنے والا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے جو اپنے دامن کو گناہوں سے آلودہ نہ کرے اور فسق و فجور اور عصیان میں غرق نہ ہو اور اس کا وجود لوگوں کے لئے شرّ اور بد بختی کا سبب نہ ہو۔
- ۵۔ قرآن کریم کی آیات اور روایات کے پیش نظر روز قیامت اس مومن کا گریہ، رحمت الہی اور مغفرت پروردگار نیز اہل بیت علیہم السلام کی شفاعت میں تبدیل ہوگا جس میں لازمی شرائط پائے جاتے ہوں گے۔
- قارئین کرام! گزشتہ بات کو ثابت کرنے اور آسانی سے سمجھنے کے لئے درج ذیل مطلب پر توجہ فرمائیں:

قرآن میں تغیر و تبدیل کا مسئلہ [18]

۱۔ مادی پہلو میں [19]

”اور تمہارے لئے حیوانات میں بھی عبرت کا سامان ہے ہم ان کے شکم سے گوہر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ نکالتے ہیں جو پینے والوں کے لئے انتہائی خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔“

واقعاً تعجب کی بات ہے کہ خداوند عالم کے ارادہ نے گندے گوہر اور خون کہ درمیان سے کہ جس سے انسان نفرت کرتا ہے، کس طرح سفید اور گوارا دودھ (کہ جس سے دیگر بہت سی چیزیں بنتی ہیں) باہر نکالا! اس حقیقت پر توجہ کرنا انسان کو خدا سے جاہل رہنے کی وادی سے خدا پر علم کی بلندی تک پہنچا دیتا ہے۔

قرآن مجید نے شہد کی مکھی کے بارے میں فرمایا:

> ثُمَّ كَلَى مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلًّا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ...< [20]

”اس کے بعد مختلف پھلوں سے غذا حاصل کرنے اور نرمی کے ساتھ خدائی راستہ پر چلے جس کے بعد اس کے شکم سے مختلف قسم کے مشروب برآمد ہوں گے جس میں پورے عالم انسانیت کے لئے شفا کا سامان ہے۔“

واقعاً خداوند عالم کا ارادہ کیا کیا کرتا ہے! ایک چھوٹا اور کمزور سا حیوان اپنے چہتے سے باہر آتا ہے اور میلوں

کا فاصلہ طے کرتا ہے اور بہت دقیق پہچان کے ساتھ پھولوں پر بیٹھتا ہے اور ان کا مٹھاس کھاتا ہے اور پھر راستے بھولے بغیر واپس ہوتا ہے اور اپنے پیٹ سے ایسا مادہ نکالتا ہے جو بے نظیر اور غذا کے لحاظ سے دنیا بھر کی غذاؤں میں سر فہرست ہے!!

خداوند عالم کا ارادہ پانی مٹی اور ہوا و نور سے پھل، اناج، دانے، دالیں، سبزی جات، پھول اور میٹھی گھاس (کہ جو حیوانوں کے لئے بہترین غذا شمار ہوتی ہے) پیدا کرتا ہے، کہ جن کی تعداد کو کوئی نہیں جانتا اور نہ کیفیت اور تعداد کا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے اور نا ہی اس بات کی خبر رکھتا ہے کہ پانی، مٹی، ہوا اور نور کس طرح عقلیں پریشان کرنے والی اور مختلف نعمتوں میں تبدیل ہوجاتے ہیں!!

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

[21]

”اس پروردگار نے تمہارے لئے زمین کا فرش اور آسمان کا شامیانہ بنایا ہے اور پھر آسمان سے پانی برسا کر تمہاری روزی کے لئے زمین سے پھل نکالے ہیں...“۔

تغیر و تبدیل اور ایک چیز کا دوسری چیز میں بدل جانے کا مسئلہ مادی پھلو سے اس دنیا میں عظیم بیابانوں کی وسعت کے برابر قابل تحقیق و بحث ہے اور یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کو آسانی سے بیان کیا جاسکے اور اس کی تشریح و تفصیل کو چند صفحات میں لکھ دیا جائے۔

۲۔ معنوی پھلو میں

قرآن کریم کی آیات اور روایات میں غور و فکر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان جو بھی نیک عمل انجام دیتا ہے وہی عمل کمی و بیشی کے بغیر بہشت اور رضوان الہی میں تبدیل ہوجاتا ہے اور انسان کا ہر بُرا عمل کم و بیشی کے بغیر ہمیشگی عذاب میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

واقعی توبہ اور خداوند عالم کی طرف حقیقی طور پر پلٹ جانا خشم و غضب کا رحمت میں تبدیل ہوجانا ہے، اور حقیقی نماز برائیوں کا نیکیوں میں تبدیل ہوجانا ہے، اور قیامت میں (روایات کے مطابق) ماہ رمضان المبارک کا روزہ آتش جہنم کے لئے مستحکم سپر میں تبدیل ہوجائے گا۔

عبادتیں اور دیگر اعمال صالحہ بھی ذاتی طور پر اس طرح کی تبدیل کے تحت ہیں اور قیامت کے روز اپنی حقیقی اور روحانی صورت میں ظاہر ہوں گے۔

عالم آخرت میں جو کچھ بھی نیک لوگوں کو جزا یا بُرے لوگوں کو سزا کے طور پر دیا جائے وہ خود ان کے اعمال کا تجسم (صورت) ہے جو جنت یا دوزخ کی شکل میں بدل جائیں گے۔

[22]

”اس دن کو یاد کرو جب ہر نفس اپنے نیک اعمال کو بھی حاضر پائے گا اور اعمال بد کو بھی جن کو دیکھ کر تمنا کرے گا کہ کاش ہمارے اور ان بُرے اعمال کے درمیان طویل فاصلہ ہوجات...“۔

[23]

”اس دن سے ڈرو جب تم سب پلٹ کر اللہ کی بارگاہ میں لے جائے جاؤ گے۔ اس کے بعد ہر نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا، (کیونکہ ان کو ملنے والی جزا یا سزا خود ان کے اعمال کی حقیقی تصویر ہوگی)۔“

ان سب سے زیادہ روشن آیت یتیم کا ناحق مال کھانے کے سلسلہ میں ہے کہ جس میں یہ بات یاد دہانی کرائی

گئی ہے کہ یہ (یتیم کا) مال کھانے والوں کے پیٹ میں آگ ہے:

[24]

”جو لوگ ظالمانہ انداز سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب واصل جہنم ہوں گے۔“

یعنی ناحق یتیم کے مال کا کھانا آگ کھانا ہے لیکن چونکہ کھانے والے دنیا میں ہیں نہیں سمجھتے، جب بدن کا حجاب ہٹ جائے گا اور اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو یہی کھایا ہوا مال بھڑکتی ہوئی آگ کی صورت میں ظاہر ہوگی اور یہ لوگ اسی آگ میں جلیں گے۔

آخرت کی سزائیں عمل کی صورت ہے، وہاں کی جزا یا سزا یہی نیک و بد اعمال ہیں کہ جب آنکھوں سے پردے ہٹ جائیں گے تو جسم اور صورت پیدا کر لیں گے۔

قرآن مجید کی تلاوت خوبصورت شکل میں ظاہر ہوگی اور انسان کے پاس قرار پائے گی، غیبت اور دوسروں کے دلوں کو دکھانا دوزخی کتوں کی غذا کے شکل میں ظاہر ہوگا۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ ہمارے اعمال ایک مُلکی (ظاہری) صورت رکھتے ہیں جو وقتی اور فانی ہوتی ہے اور وہ یہی ہے جو اس دنیا میں عمل یا گفتگو کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے، اور ایک صورت ملکوتی (معنوی) ہو تی ہے کہ جو ہم سے ہونے کے بعد کبھی بھی ختم نہیں ہوتی اور ہمارے ساتھ ہماری اولاد کی طرح جدا نہ ہونے والی ہیں۔

ہمارے اعمال ملکوتی شکل اور غیبی صورت میں باقی ہیں اور ایک روز یہی ہمارے اعمال ہمارے سامنے ظاہر ہوں گے اور ہم ان کو انہیں شکل و صورت میں مشاہدہ کریں گے، اگر ہمارے اعمال نیک، زیبا اور لذت بخش ہیں تو وہ ہمارے لئے جنت اور اگر بُرے اور ناپسند ہیں تو آتش جہنم بن جائیں گے۔

ایک حدیث میں منقول ہے کہ ایک عورت پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے مشرف ہوئی، وہ پستہ قد تھی، اس کے جانے کے بعد عائشہ نے اس کے پستہ قد ہونے کو ہاتھوں کے ذریعہ اشارہ کیا، رسول اکرم (ص) نے عائشہ سے فرمایا: تم جاؤ اور خلال کرو! عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے کوئی چیز نہیں کھائی ہے؟! آنحضرت (ص) نے فرمایا: خلال کرو، چنانچہ عائشہ نے جب خلال کیا تو اس کے منہ سے گوشت کے ٹکڑے نکلے!

حقیقت میں آنحضرت (ص) نے ملکوتی تصرف اور ملکوتی واقعیت اور اخروی غیبت کو اسی دنیا میں عائشہ کو دیکھا دیا۔ [25]

قرآن کریم غیبت کے سلسلہ میں فرماتا ہے:

[26]

”اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو کیاتم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے یقیناً تم اسے بُرا سمجھو گے۔“

ایک حدیث میں منقول ہے:

”إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ تَرَدُّ إِلَيْكُمْ۔“

”یہ عذاب وہی تمہارے اعمال ہیں جو تمہاری طرف پلٹائے گئے ہیں۔“ [27]

جلال الدین محمد بلخی اسی طرح کی آیات و روایات کے پیش نظر اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ مومن انسان کی تمام نیکیاں ہمیشگی جنت و نعیم میں بدل جاتی ہیں اور بدکاروں کی برائیاں ہمیشگی عذاب میں

تبدیل ہو جاتی ہیں۔

قارئین کرام! ایک چیز کا دوسری چیز میں بدل جانے سے متعلق متعدد آیات اور روایات کے پیش نظر یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ ایسا ہونا اہل بیت علیہم السلام کے کلام میں جائے تعجب نہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور دیگر معصومین مظلومین علیہم السلام پر گریہ قیامت کے روز ملکوتی صورت میں رحمت و مغفرت اور شفاعت میں تبدیل ہو جائے گا؟

[1] قرآن مجید میں مختلف آیات اشک و گریہ اور عزاداری کے جواز بلکہ ان کے رجحان پر اشارہ کرتی ہیں، جیسے:

(سورہ نساء (۴)، آیت ۱۲۸)

”اللہ مظلوم کے علاوہ کسی کی طرف سے بھی علی الاعلان بُرا کہنے کو پسند نہیں کرت...“

عزاداری بھی مظلوموں کی ستمگروں کے خلاف فریاد بلند کرنا ہے۔

ایک دوسری آیت میں خداوند عالم فرماتا ہے:

(سورہ شوریٰ (۲۲)، آیت ۲۳)

”... آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو۔“

دوستی اور ہمدردی کی اہم نشانیوں میں سے مصائب پر سوگ منانا اور عزاداری کرنا ہے۔

جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام ایک روایت میں فرماتے ہیں:

”ان الله تبارک و تعالی اطلع الی الارض فاخترنا و اختار لنا شیعة ینصروننا و یفرحون لفرحنا و یحزنون لحزننا و

یبدلون اموالهم و انفسهم فینا اولئک منا و الینا“۔ (بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۲۸۷)

”خداوند عالم نے ہمیں اپنے بندوں کے درمیان سے منتخب کیا، اور ہمارے لئے ہمارے شیعوں کو منتخب کیا کہ ہمیشہ ہماری خوشی و غم میں شریک رہیں اور جان و مال سے ہماری مدد کرتے رہیں، وہ ہم سے ہیں اور وہ ہماری طرف آئیں گے۔“

(سورہ حج، (۲۲) آیت ۳۲)

”اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یہ تعظیم اس کے دل کے تقویٰ کا نتیجہ ہوگی۔“

اہل بیت علیہم السلام پر اشک و گریہ اور عزاداری کرنا دینی نشانیوں کی تعظیم ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزند جناب یوسف علیہ السلام کے فراق میں ۷۰ سال تک گریہ کیا یہاں تک کہ آپ کی بینائی بھی جاتی رہی۔

(سورہ یوسف (۱۲)، آیت ۸۴)

”اور کہا کہ افسوس ہے یوسف کے حال پر اور اتنا روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں اور غم کے گھونٹ پیتے رہے۔“

اور نبی الہی (جناب یعقوب علیہ السلام) کے اس عمل کی خداوند عالم نے تائید کی، تو اس صورت میں کیا اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کہ جو تمام انسانوں سے افضل و اعلیٰ اور تمام مخلوقات کا خلاصہ ہیں

ان کے فراق میں عزاداری اور اشک و گریہ کرنا اشکال رکھتا ہے؟!

[2] مولوی، مثنوی معنوی، دفتر پنجم۔

[3] مولوی، مثنوی معنوی، دفتر پنجم۔

[4] سورہٴ مائدہ (۵)، آیت ۸۳.

[5] امالی، صدوق، ص ۷۳، مجلس ۱۷، حدیث ۴؛ نفس المهموم، ص ۴۰؛ بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۲۷۸، باب ۳۲، حدیث ۱.

[6] کامل الزیارات، ص ۱۰۱، باب ۳۲، حدیث ۶؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۹، باب ۳۴، حدیث ۳۱.

[7] کامل الزیارات، ص ۱۰۸، باب ۳۶، حدیث ۱؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۰، باب ۳۴، حدیث ۱۰.

[8] تفسیر قمی، ۲، ص ۲۹۲؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۷۸، باب ۳۴، حدیث ۳.

[9] امالی، طوسی، ص ۱۱۵، مجلس ۴، حدیث ۱۷۸؛ بشارۃ المصطفیٰ، ص ۱۰۵؛ امالی، مفید، ص ۳۳۸، مجلس ۴۰، حدیث ۳؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۷۸، باب ۳۴، حدیث ۴.

[10] کامل الزیارات، ص ۱۰۸، باب ۳۶، حدیث ۶؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۷۹، باب ۳۴، حدیث ۵؛ مستدرک الوسائل، ج ۱۰، ص ۳۱۱، باب ۴۹، حدیث ۱۲۰۷۲.

[11] امالی، طوسی، ص ۱۱۶، مجلس ۴، حدیث ۱۸۱؛ امالی، مفید، ص ۳۴۰، مجلس ۴۰، حدیث ۶؛ بشارۃ المصطفیٰ، ص ۶۲؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۷۹، باب ۳۴، حدیث ۸.

[12] امالی، طوسی، ص ۱۶۱، مجلس ۶، حدیث ۲۶۸؛ وسائل الشیعة، ج ۳، ص ۲۸۲، باب ۸۷، حدیث ۳۶۵۷؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۰، باب ۳۴، حدیث ۹.

[13] امالی، طوسی، ص ۵۴، مجلس ۲، حدیث ۷۴؛ بشارۃ المصطفیٰ، ص ۷۷؛ وسائل الشیعة، ج ۱۴، ص ۴۲۲، باب ۳۷، حدیث ۱۹۵۰۸؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۱، باب ۳۴، حدیث ۱۳.

[14] بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۸، باب ۳۴، حدیث ۲۷.

[15] کامل الزیارات، ص ۱۰۰، باب ۳۲، حدیث ۳.

[16] امالی، صدوق، ص ۱۲۸، مجلس ۲۷، حدیث ۲؛ روضة الواعظین، ج ۱، ص ۱۶۹؛ وسائل الشیعة، ج ۱۴، ص ۵۰۴، باب ۶۶، حدیث ۱۹۶۹۷؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۳، باب ۳۴، حدیث ۱۷.

[17] عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۲۹۹، باب ۲۸، حدیث ۵۸؛ امالی، صدوق، ص ۱۲۹، مجلس ۲۷، حدیث ۵؛ وسائل الشیعة، ج ۱۴، ص ۵۰۲، باب ۶۶، حدیث ۱۹۶۹۴؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۵، باب ۳۴، حدیث ۲۳.

[18] ممکن ہے جو لوگ اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات سے آشنائی نہ رکھتے ہوں یا جاہل لوگوں یا علم اور روشن فکری کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں سے رابطہ کی وجہ سے ائمہ معصومین علیہم السلام سے گریہ کے سلسلہ میں منقول بعض روایات کو ذہن سے دور قرار دیں اور ان کا یقین نہ کریں، یہ بحث ایک پیش خیمہ کے عنوان سے ہے کہ اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام مخصوصاً حضرت سید الشهداء امام حسین علیہ السلام پر گریہ کس طرح مغفرت اور شفاعت میں تبدیل ہوسکتا ہے؟

[19] سورہٴ نحل (۱۶)، آیت ۶۶.

[20] سورہٴ نحل (۱۶)، آیت ۶۹.

[21] سورہٴ بقرہ (۲)، آیت ۲۲.

[22] سورہٴ آل عمران (۳)، آیت ۳۰.

[23] سورہٴ بقرہ (۲)، آیت ۲۸۱.

[24] سورہٴ نساء (۴)، آیت ۱۰.

[25] المحاسن، ج ۲، ص ۴۶۰، باب ۵۴، حدیث ۴۱۰؛ بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۵۶، باب ۶۶، حدیث ۴۵.

[26] سورة حُجرات (٢٩)، آيت ١٢.

[27] الحكايات، ص ٨٥؛ عدل الہی، ص ٢٢٣.